**قرآن حکیم**

**مختصر تعارف و فضائل**

قرآن مجید اللہ تعالی کی جانب سے نازل کردہ الہامی کتب میں چوتھی اور آخری کتاب ہے۔ جو اس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمائی۔ یہ کتاب اپنے سے پہلے تینوں نازل شدہ کتب یعنی توریت زبور اور انجیل کی تصدیق کرنے والی اور ان کے احکام کو منسوخ کرنے والی ہے۔قرآن مجید کو تقریباً چالیس (40) کاتبان وحی صحابہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر تحریری طور پر محفوظ کیا۔ اسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشورے سے حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے کتابی شکل میں مدون کیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اسے "لغتِ قریش " پر مرتب کر کے مشتہر کیا گیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے زمانے میں اس کے حروف پر نقطے لگوائے گئے اوران کی نگرانی میں ان کے شاگرد ابو الاسود دولی نے صرف و نحو (عربی گرامر) کے اصولِ قرات و تجوید وضع کئے ۔ جبکہ حجاج بن یوسف کے زمانے میں امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی نگرانی میں اس پر اعراب (زبر، زیر، پیش) لگائے گئے ۔

قرآن مجید کے ہر ہر حرف اور حکم پر ایمان لانا فرض اور اس کے کسی ایک حرف کا بھی انکار کفر ہے۔ اس میں علوم اولین و آخرین اور علوم ظاہری و باطنی موجود ہیں ۔ اس کی تعلیمات سے ہر دور ، ہر طبقے ، ہر پیشے اور ہر مزاج کا شخص رہنمائی حاصل کرسکتاہے۔ اس کی تلاوت کرنے والا اللہ تعالی سے ہم کلامی کا شرف حاصل کرتا ہے ۔ اس کے سننے والے پر اللہ تعالی رحمت نازل فرماتا ہے اور اس کی تعلیم دینے والے کو حدیث مبارکہ میں بہترین شخص قرار دیا گیا ہے ۔ **(خیرکم من تعلم القراٰ ن و علمہ)**

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قرآن مجید کو روزانہ صحیح طریقے سے پڑھنے ، سمجھنے اور اس پر عمل کر کے دوسرو ں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے ۔ (آمین)

**مختصر علوم القرآن**

**قرآن کا معنی و مفہوم :**

لفظ قرآن کا معنی ہے پڑھا جانے والا کلام الہٰی اور یہ دنیا کی واحد کتاب ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے۔ قرآن مجید میں ہی اس کے کئی اور نام بھی ہیں مثلاً الکتاب ، ذکر ، فرقان وغیرہ۔ مگر ان میں سب سے زیادہ مشہور قرآن ہی ہے ۔ لفظ قرآن ، قرآن مجید میں 61 مرتبہ آیا ہے ۔ قرآن مجید انسانوں تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے وحی کے ذریعے پہنچا ۔

**وحی :**

**معنی و مفہوم :**

لفظ وحی عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی لغت میں"جلدی سے کوئی اشارہ کرنا " کے ہیں ۔ خواہ یہ اشارہ کوئی بے معنی آواز نکال کر ، خواہ کسی عضو کو حرکت دے کر یا تحریرو نقوش کو استعمال کر کے کیا جائے ۔ شرعی اصطلاح میں وحی کی تعریف یہ ہے کہ:

**" کلام اللہ المنزل علی نبی من انبیآ ئہ "** ( اللہ تعالی کا وہ کلام جو اس نے اپنے انبیاء میں سے کسی نبی پر نازل کیا ہو )۔

وحی کے ذریعے بندوں کو ان باتوں کی تعلیم دی جاتی ہے جو وہ محض اپنی عقل اور حواس سے معلوم نہ کر سکیں ۔ یہ باتیں خالص مذہبی نوعیت کی بھی ہو سکتی ہیں اور دنیا کی عام ضروریات بھی ۔ انبیائے علیہم السلام کی وحی عموماً پہلی قسم کی ہوتی ہے ، لیکن بوقتِ ضرورت دنیوی ضروریات بھی بذریعہ وحی بتائی گئی ہیں ۔ مثلاً حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی کی صنعت بذریعہ وحی سکھائی گئی ، اسی طرح حضرت داودعلیہ السلام کو زرہ سازی کی صنعت سکھائی گئی ، نیز حضرت آدم علیہ السلام کو خواصِ اشیاء کا علم بذریعہ وحی دیا گیا ۔ بلکہ ایک روایت کے مطابق علمِ طب بنیادی طور پر بذریعہ وحی نازل ہوا ہے ۔

**وحی کی اقسام :**

انبیائے کرام علیہم السلام پر جن طریقوں سے وحی نازل ہوا کرتی تھی وہ تین طرح کے ہیں ۔

**1۔ وحئ قلبی**

**2۔ کلامِ الہٰی**

**3۔ وحئ ملکی**

**وحئ قلبی :**

وحی کی اس قسم میں اللہ تعالی براہ راست نبی کے قلب کو مسخر فرما کر اس میں کوئی بات ڈال دیتا ہے ۔اس کیفیت میں فرشتہ کا واسطہ نہیں ہوتا۔ یہ کیفیت بیداری کے عالم میں بھی ہو سکتی ہے اور خواب میں بھی، چنانچہ انبیاء علیہم السلام کا خواب بھی وحی ہوتا ہے ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کا حکم اسی طرح دیا گیا تھا۔

**کلامِ الہٰی :**

وحی کی اس دوسری قسم میں اللہ تعالی براہ راست رسول کو اپنی ہم کلامی کا شرف عط کرتا ہے ۔ اس میں بھی کسی فرشتہ کا واسطہ نہیں ہوتا ، لیکن نبی کو آواز سنائی دیتی ہے ۔ اس آواز کی کیفیت مخلوقات کی آواز سے یکسر مختلف اور نہایت عجیب و غریب کیفیت کی حامل ہوتی ہے ، جس کا ادراک انسانی عقل کے ذریعہ سے ممکن نہیں ۔ وحی کی اس قسم میں چونکہ اللہ تعالی سے براہ راست ہم کلامی کا شرف حاصل ہوتا ہے ، اس لیے یہ قسم وحی کی تمام قسموں میں سب سے افضل اور اعلیٰ ہے ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فضیلت بیان کرتے ہوئےقرآن کریم کا ارشاد ہے ؛

**" وکلم اللہ موسیٰ تکلیماً " (النساء : 163)** یعنی اور اللہ نے موسیٰ سے خوب باتیں کیں ۔

**وحئ ملکی :**

وحی کی اس قسم میں اللہ تعالی اپنا پیغام کسی فرشتہ کے ذریعے سے نبی تک بھیجتا ہے ۔ بعض اوقات یہ فرشتہ نظر نہیں آتا ، صرف اس کی آواز سنائی دیتی ہے ، اور بعض مرتبہ وہ کسی انسان کی شکل میں سامنے آکر پیغام پہنچا دیتا ہے ، اور کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ نبی کو اپنی اصلی صورت میں نظر آجائے، لیکن ایسا شاذو نادر ہی ہوتا ہے ۔

قرآ ن کریم نے وحی کی ان تینوں اقسام کو درجِ ذیل آیت میں ارشاد فرمایا ہے؛

**" ما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیاً او من ورآء حجابٍ او یرسل رسولاً فیوحی باذنہ ما یشآء " (الشوریٰ : 51)**

یعنی کسی بشر کے لیے ممکن نہیں ہے کہ اللہ اس سے (روبرو ہو کر )بات کرے ، مگر دل میں بات ڈال کر یا پردے کے پیچھے سے یا کسی پیغامبر (فرشتے) کو بھیج کر جو اللہ کی اجازت سے جو اللہ چاہے وحی نازل کرے ۔

**وحی متلو اور غیر متلو :**

حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام پر جو وحی نازل ہوئی اس کی دو اقسام ہیں ۔ وحی متلو اور وحی غیر متلو۔

**وحی متلو :**

متلو کے لغوی معنی ہیں جس کی تلاوت کی جاتی ہے جیسے کہ قرآن پاک ۔ اس کی تعریف یہ ہے کہ وحی کی وہ قسم جو خالصتاً اللہ تعالی کے اپنے الفاظ اور کلام پر مشتمل ہے اور اس میں مخلوق کے کوئی

الفاظ شامل نہیں ہیں ۔ لہٰذا قرآن کریم کے الفاظ کی ادائیگی کو ویسا ہی ادا کرنا ضروری ہے جیسا کہ اسے نازل کیا گیا ہے ۔

**وحی غیر متلو :**

اس مراد وحی کی وہ قسم ہے جو بے شک اللہ تعالی کی طرف سے تو ہے مگرقرآن کریم کا جزء نہیں ہے ۔ اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوںکو سمجھانے کے لیے اللہ کے پیغام کو اپنے الفاظ میں ان تک پہنچایا ہے ۔ جیسا کہ احادیثِ مبارکہ ۔

**نزولِ قرآن :**

قرآن کریم دراصل کلام الہیٰ ہے ، اس لیے ازل سے لوح محفوظ میں موجود ہے ۔ ارشادِ ربانی ہے :

**" بل ھو قراٰن مجید فی لوح محفوظ " (البروج : 23)** یعنی بلکہ یہ قرآن مجید ہے ، لوح محفوظ میں ۔

قرآن مجید کا نزول دو مرتبہ ہوا ہے ۔ ایک مرتبہ یہ پورا کاپورا لوح محفوظ سے آسمانِ دنیا پر نازل کیا گیا ، اس کے بعد حسبِ ضرورت بتدریج (تھوڑا تھوڑا کر کے) حضور علیہ الصلوٰ ۃ والسلام پر نازل کیا جاتا رہا ، یہاں تک کہ تقریباً تئیس (23) سال میںاس کی تکمیل ہوئی ۔ قرآن کریم میں نزولِ قرآن کے بارے میں دو الفاظ استعمال ہوئے ہیں ، ایک اِنزال ، اور دوسرا تنزیل ۔ اِنزال کے معنی ہیں کسی چیز کو ایک ہی دفعہ میں مکمل نازل کر دینا ، اور تنزیل کے معنی ہیں تدریجاً (تھوڑا تھوڑا کر کے) نازل کرنا۔ اس لیے قرآن کریم کا نزول تدریجی کہلاتا ہے ۔

**مکی و مدنی سورتیں :**

زمانہ نزول کے اعتبار سے مفسرین کرام نے قرآنی سورتوں اور آیات کو دو طرح سے تقسیم کیا ہے ۔ ایک مکی اور دوسری مدنی ۔ ذیل میں ان کے درمیان فرق بیان کیا گیا ہے ۔

|  |  |
| --- | --- |
| **مکی سورتیں** | **مدنی سورتیں** |
| جو سورتیں ہجرت سے پہلے نازل ہوئی ہیں انہیں مکی سورتیں کہا جاتا ہے ۔ | جو سورتیں ہجرت کے بعد نازل ہوئی ہیں انہیں مدنی سورتیں کہا جاتا ہے ۔ |
| مکی سورتوں کی تعداد 86 ہے ۔ | مدنی سورتوں کی تعداد 26ہے ۔ |
| مکی سورتیں میں اکثر عقائد (توحید، رسالت ، آخرت، فرشتے)کے احکامات یا سابقہ انبیائے کرام اور پچھلی امتوں کے واقعات پر مشتمل ہوتی ہیں ۔ | مدنی سورتوں میں اکثر معاشرتی احکامات (اخلاقیات، خاندانی و تمدنی قوانین، جہاد و قتال کے احکام اور حدود و فرائض ) بیان کئے گئے ہیں ۔ |
| مکی سورتیں اکثر مختصر اور جامع ہوتی ہیں ۔ | مکی سورتیں اکثر طویل اور مفصل ہوتی ہیں ۔ |
| مکی سورتوں میں زیادہ تر خطاب کفار و مشرکین سے ہوتا ہے ۔ | مدنی سورتوں میں زیادہ تر خطاب ایمان والوں ، اہل کتاب (یہودو نصاریٰ )اور منافقوں سے ہوتا ہے۔ |

**پہلی اور آخری وحی :**

قرآن کریم کی پہلی وحی سورۃ العلق کی ابتدائی پانچ (5)آیات ہیں جو کہ غارِ حرا میں نازل ہوئیں۔ جبکہ قرآن کریم کی آخری وحی سورۃ البقرۃ کی اآیت نمبر 281 ہے ۔

**مضامینِ قرآن :**

قرآن کریم کا مطالعہ کرنےکے بعد اس کے مضامین کو چار حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ۔ اور قرآن کریم کی ہر آیت ان میں سے کسی ایک عنوان کے تحت ضرور آتی ہے ۔

**1۔ عقائد 2۔ احکامات**

**3۔ قِصص 4۔ اِمثال**

**عقائد :**

قرآن کریم میں دو طرح کے عقائد ملتے ہیں ۔ ایک تو وہ ہیں جن کی حمایت میں قرآن نے بیان کیا ہے جیسا کہ اللہ کی وحدانیت پر ایمان ، رسالت پر ایمان ، یوم آخرت پر ایمان ، فرشتوں پر ایمان ، گزشتہ آسمانی کتب پر ایمان ۔ دوسرے وہ عقائد ہیں جن کاقرآن نے رد کیا ہے جیسا کہ یہو د و نصاریٰ کے شرکیہ عقائد ، مشرکین عرب کے عقائد وغیرہ ۔

**احکامات :**

قرآن کریم کا دوسرا مضمون احکام ہے ۔ اس کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ۔

1۔ **حقوق اللہ :** یعنی وہ احکامات جن کا تعلق خالصتاً اللہ تعالی سے ہے۔ جن کو عبادات کہا جاتا ہے ۔ جیسا کہ نماز ، روزہ ، زکوٰۃ ، حج ، قربانی ۔

2۔ **حقوق العباد :** یعنی وہ احکامات جن کا تعلق انسانوں کے حقوق سے ہے ۔ جن کو معاملات کہا جاتا ہے ۔ جیسا کہ تجارت ، عدل ، شہادت ،وصیت ، امانت ، وراثت وغیرہ ۔

3 ۔ **مشترکہ :** یعنی وہ احکامات جو بعض حیثیت سے عبادت ہیں اور بعض حیثیت سے معاملہ ۔ جیساکہ حدود و تعزیرات ، نکاح و طلاق ، قصاص ، جہاد ، قسمیں اٹھانا وغیرہ ۔

**قِصص :**

قرآن کریم کا تیسرا اور اہم مضمون قصص یعنی واقعات ہیں ۔ قرآن کریم میں جو واقعات بیان ہوئے ہیں انہیں دو قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ، ایک وہ واقعات جو ماضی سے متعلق ہیں اور دوسرے وہ جو مستقبل سے متعلق ہیں ۔

**ماضی کے واقعات :** ماضی کے واقعات میں اللہ تعالی نے زیادہ تر انبیاء علیہم السلام کے واقعات بیان فرمائے ہیں (قرآن کریم میں کل ستائیس 27 انبیائے کرام کے واقعات بیان ہوئے ہیں )۔ اور ان کے علاوہ بعض نیک اور نافرمان افراد و اقوام کے واقعات بھی مختلف جگہوں پر ذکر کیے گئے ہیں (مثلاً حضرت ذوالقرنین رضی اللہ عنہ ، حکیم لقمان رضی اللہ عنہ ،اصحاب الجنۃ ، اصحاب السبت، قوم سبا، اصحاب الفیل وغیرہ )۔

**مستقبل کے واقعات :** قرآن کریم نے پیشگوئی کے طور پر مستقبل کے واقعات بھی ذکر فرمائے ہیں ، جن میں قیامت کی نشانیاں ، قیامت کے احوال ، جنت و دوزخ کا احوال ، یاجوج ماجوج کا خروج، صورِ اسرافیل ، جنتیوں اور دوزخیوں کے باہمی مکالمے وغیرہ ، قرآن کریم میں متعدد جگہوں پر بیان کیا گیا ہے۔

**اِمثال :**

قرآن کریم میں انسانوں کو سمجھانے کے لیے جو امثال بیان ہوئی ہیں اس کی دو قسمیں ہیں ۔ ایک عقلی مثالیں دوسری محاورے۔

**عقلی مثالیں :** قرآن کریم میں لوگوں کو سمجھانے کے لیے کئی طرح کی عقلی مثالیں بیان کی گئی ہیں ۔ مثال کے طور پر سورۃ البقرۃ کی آیت 261 میں ارشاد فرمایا:

**" مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ "** (یعنی جو لوگ اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ، ان کی مثال اس بیج کی طرح ہے جس نے سات خوشے اگائے ہوں اور ہر ہر خوشے میں سو سو دانے ہوں) ۔

اس آیت میں یہ بتلانا مقصود ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کیے ہوئے مال کا بدلہ آخرت میں سات سو گنا بلکہ بعض حالات میں اس سے بھی زیادہ ملے گا۔ انسانی عقل کو اس بات کو سمجھنے میں مشکل ہوتی اس لیے اللہ تعالی نے اسے ایک مثال کے ذریعے سمجھا دیا۔

**کہاوت (محاورے) :** امثال کی دوسری قسم وہ ہے جسے اردو میں کہاوت یا محاورے کہتے ہیں۔ قرآن کریم کی بہت سی آیات ایسی ہیں جن سے علمائے کرام نے لوگوں کو بہتر طریقے سے سمجھانے کے لیے محاورے بنائے ہیں ۔ جیسا کہ ایک محاورہ ہے جیسا کرو گے ویسا بھرو گے ، یہ محاورہ سورۃ الرحمٰن کی آیت 60 سے ماخوذ ہے ۔ ارشاد ربانی ہے :

**" ھل جزآء الاحسان الا الاحسان "**  ( یعنی اچھائی کا بدلہ اچھائی کے سوا کچھ نہیں )۔

**علمِ تفسیر : (مختصر تعارف)**

**معنی و مفہوم :**

تفسیر کا لفظ **"فسر"** سے نکلا ہے ، جس کے معنی ہیں کھولنا۔ اور اس علم میں چونکہ قرآن کریم کے مفہوم کو کھول کر بیان کیا جاتا ہے ، اس لیے اسے " علمِ تفسیر " کہتے ہیں ۔ شرعی اصطلاح میں علمِ تفسیر کی تعریف درجِ ذیل ہے؛ " علمِ تفسیر وہ علم ہے جس میں قرآن کریم کے الفاظ کی ادائیگی کے طریقے ، ان کے مفہوم ، ان کے معانی ، ان کے احکام سے بحث کی جاتی ہے ۔ "

علمِ تفسیر کے معنی و مفہوم جان لینے کے بعد سب سے ضروری بحث یہ ہے کہ تفسیرِ قرآن کے مآخذ کیا ہیں؟ یعنی کن ذرائع سے ہم کسی آیت کی تفسیر معلوم کر سکتے ہیں؟ تو سب سے پہلے یہ بات سمجھنا چاہیئے کہ قرآن کریم کی آیات دو قسم کی ہیں ، ایک وہ جن کے معنی اتنے آسان اور واضح ہیں کہ جو زبان جاننے والا انہیں پڑھےگا ، ان کا مطلب فوراً سمجھ جائے گا ، اس لیے ایسی آیات کی تفسیر میں کسی اختلافِ رائے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ دوسری قسم ان آیات کی ہے جن میں کوئی ابہام ، اجمال یا تشریحی دشواری پائی جاتی ہے، یا ان کو پوری طرح سمجھنے کے لیے ان کے پورے پسِ منظر کو سمجھنے کی ضرورت ہوتی ہے ، یا ان سے دقیق قانونی مسائل مستنبط ہوتے ہیں ، ایسی آیات کی تشریح کے لیے محض زبان کا جاننا کافی نہیں ہوتا، بلکہ اس کے لیے بہت سی معلومات کی ضرورت ہے۔ قرآن کریم کی اسی قسم کی آیات کی تفسیر کرنے کے لیے علمائے امت نے درجِ ذیل چھ مآخذ بیان کیے ہیں۔جو کہ تفسیرِ قرآن کے معتبر و مستند اور قابلِ اعتماد مآخذ شمار کیے جاتے ہیں ۔

**1۔ تفسیر القرآن با لقرآن 2۔ تفسیرالقرآن بالحدیث**

**3۔ تفسیرالقرآن باقوالِ صحابہ 4۔ تفسیرالقرآن باقوالِ تابعین**

**5۔ لغتِ عرب 6۔ عقلِ سلیم**

ان مآخذ کے علاوہ دو مآخذ ہیں جو ناقابلِ اعتبار مآخذ میں شمار کیے جاتے ہیں ۔ تفسیرِ قرآن کے یہ ناقابلِ اعتبار مآخذ درجِ ذیل ہیں ۔

1**۔ اسرائیلی روایات (اہل کتاب سے مروی روایات)**

**2۔ تفسیر بالرائے**

**سوالات :**

س1۔ فضائل قرآن پر مختصر نوٹ لکھیں ؟ س 2 ۔لفظ قرآن اور وحی کے لغوی معنی بیان کریں ؟ نیز وحی کی اصطلاحی تعریف بھی لکھیں؟

س3۔ مضآمینِ قرآن پر مختصر نوٹ لکھیں؟ س4۔ وحی متلو اور غیر متلو کی تعریف لکھیں ؟

س5۔ تفسیر کے لغوی معنی و مفہوم بیان کریں ۔ نیز قابل اعتبار اور ناقابل اعتبار مآخذ تفسیر لکھیں؟